رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر [illegible]

شرح چندہ
سالانہ .... [illegible]
ششماہی .... [illegible]
سہ ماہی .... [illegible]

قیمت پرانا پرچہ ۴/

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ .... [illegible]
ششماہی .... [illegible]
سہ ماہی .... [illegible]

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۲) | ۱۱ خورداد ۱۳۵۳ ف | ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | ۱۵ اپریل ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۱)

مرکزی اسمبلی میں

لیگ اور کانگریس کے اتحاد کا پس منظر

اس امر کی نسبت اختلاف رائے ممکن ہے کہ فینانس بل کو مسترد کرنے سے کیا دانشمندی یا فائدہ مضمر تھا مگر بہت کم قوم پرست افراد ایسے ہوں گے جو دو جماعتوں کے اس اتحاد کی سیاسی اہمیت کو محسوس نہ کرتے ہوں جس کی وجہ سے مرکزی اسمبلی گذشتہ ہفتہ اس قابل ہو سکی تھی کہ حکومت کی پالیسی کے خلاف اپنی ناراضگی کو ظاہر کر سکے۔ یہ واقعہ کہ حکومت کے خلاف صرف ایک ووٹ زیادہ تھا موجودہ بحث سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا۔ یہاں صرف بحث اسمبلی کے مختلف ارکان کے اتحاد سے ہے۔

یہ ایک قابل غور واقعہ ہے کہ ایک عرصہ کے بعد اسمبلی کے کانگریسی اور لیگی ارکان ایک صف میں کھڑے ہو گئے۔ ہندو مہاسبھا کے نمائندوں نے اس واقعہ پر جو تبصرہ کیا ہے اور ہندو ارکان کو جو غیر جانبدار رہے یا حکومت کی تائید میں ووٹ دیئے [illegible] حق بجانب قرار دینے کی کوشش کی ہے اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ [illegible] نتیجہ کا بہت کچھ تعلق حکومت کی اس روش سے ہے جو مسلم لیگ کے سیاسی مطالبات کی نسبت اختیار کی گئی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ [illegible] کی [illegible] حکومت کے خلاف [illegible] مشترک ہے۔ لیکن یہ بات [illegible] سے خالی نہیں [illegible] دونوں جماعتوں نے فینانس [illegible] ایک دوسرے کے نقطہ نظر پر اعتراض نہیں کیا۔

ماضی قریب میں یہ صورت نہ تھی اب دونوں جماعتیں ایک مقصد پر متحد ہو گئیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیوں اور کس طرح؟

گذشتہ چند ہفتوں سے یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے قریب آنے کی کوشش کر رہی تھیں مگر ناکام رہیں۔ اگر یہ متحد ہو بھی جاتیں تو اسمبلی میں ان کے ارکان کی متحدہ طاقت کافی موثر نہ ہوتی کیونکہ اسمبلی کے وہ کانگریسی ارکان جو جیل سے باہر ہیں پوری تعداد میں فراہم نہ ہو سکتے۔ جن کانگریسی ارکان نے اسمبلی کی نشستوں میں شرکت کی وہ بغیر کسی اجازت کے شریک ہوئے کیونکہ کانگریس پارٹی کمانڈ نے اسمبلی میں ان کی شرکت کو ممنوع قرار دیا تھا۔ اسمبلی کے مباحث میں ان کا حصہ لینا راسخ العقیدہ کانگریسیوں کی نظر میں ان کو مشتبہ قرار دیتا۔ اس پس منظر میں کانگریس اور لیگ کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی آخری کوشش پر گفتگو شروع ہوئی۔

جو لوگ لیگ اور کانگریس میں اس قسم کے اتحاد کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے دہلی میں مسٹر [illegible] کی موجودگی سے فائدہ اٹھایا۔ سوال یہ نہیں تھا کہ مسٹر [illegible] نے کانگریسی ارکان کو اسمبلی میں شرکت کی نسبت اجازت حاصل کی جائے کیونکہ چند ارکان خود نے اپنا نقطہ نظر واضح کر دیا تھا۔ تمام مسٹر [illegible] نے اپنا حقیقت پسندانہ ثبوت دیا۔ اسمبلی کی موجودہ نشستوں میں اکثر کانگریسی ارکان نے اپنی جماعت کی اجازت کے بغیر حصہ لیا تھا۔ اور وہ اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ اس نوبت پر ان کی مذمت کرنا یا اسمبلی کی شرکت سے ان کو روک دینا نامناسب تھا۔

اس کے علاوہ کانگریسی ارکان اسمبلی مسلم لیگ کے ساتھ اتحاد عمل پر راضی ہو گئے تھے۔ وائسرائے نے پاکستان کے مطالبہ کی نسبت اپنی تقریر میں جو اشارے کئے تھے وہ لیگ کے لئے فکر انگیز تھے۔ ایسی صورت میں مسلم لیگ سے اشتراک عمل کرنا کانگریس کے لئے ایک غیر موزوں اور غیر دانشمندانہ فعل ہوتا۔ یہاں ایک اور چیز بھی پیش نظر تھی۔ کانگریسی ارکان اسمبلی اور کانگریس پارٹی کے لیڈر کے مابین کوئی ربط موجود نہ تھا۔ کانگریس پارٹی کے ربط واتحاد کو بحال کرنا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کو طلب کیا گیا۔ کانگریس پارٹی نے اپنے اتحاد اور اپنی تنظیم اور اپنے قائد سے وفاداری کا اظہار کیا۔ تمام کانگریسی ارکان اسمبلی نے یہ طے کیا کہ وہ اپنے قائد کی ہدایت کے بغیر اسمبلی کے آئندہ مباحثوں میں شرکت نہ کریں گے۔ یہ چیز بھی تسلیم کی گئی کہ اسمبلی میں شرکت کے امتناع کے باوجود پارٹی کے لیڈر کو یہ اختیار تمیزی حاصل ہے کہ ارکان کو مناسب ہدایت دے۔ ان تمام امور پر متفق ہونے کے بعد انہوں نے مسلم لیگ سے اشتراک عمل کرنے کا تصفیہ کیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کانگریسی ارکان اسمبلی کا یہ فیصلہ ان کانگریسیوں کے عام رجحان کے مطابق ہے جو جیل سے باہر ہیں۔ اس امر کی نمایاں علامتیں پائی جاتی ہیں کہ اگر مسلم لیگ کانگریس سے مفاہمت کرنا چاہے تو فوراً دست مفاہمت بڑھایا جائے۔ چنانچہ چند روز قبل صوبہ متحدہ کے کانگریسیوں نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں اس امر کا اعادہ کیا گیا ہے کہ کانگریس حق خود ارادیت کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہے۔ [illegible] کہ اس قرارداد سے لیگ کے حلقوں پر خوشگوار اثر مرتب ہوگا۔ کانگریس اور لیگ کے آئندہ تعلقات کی نسبت قیاس آرائی قبل از وقت ہے لیکن اس کی [illegible] کانگریس اور لیگ کے اتحاد کی سیاسی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ ۱۱ خورداد ۱۳۵۳ ف نمبر ۱

ہمارا ناموافق ماحول

آج کی اشاعت سے "مملکت" اپنی زندگی کے چوتھے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ ہمیں کچھ توقع نہ تھی کہ ہم تین سال بھی زندہ رہ سکیں گے۔ یہ اندیشہ اس حقیقت پر مبنی تھا کہ ہم جس مکتب خیال کی نمائندگی کرتے ہیں وہ نہ تو ہندو عوام میں مقبول ہے اور نہ مسلم عوام میں اور نہ حکومت کے نزدیک قابل قبول۔ مسائل عامہ سے دلچسپی رکھنے والے ہندو اور مسلم عوام ایسے اصحاب کے زیر اثر ہیں جو ملکی مسائل کو فرقہ وارانہ بنیاد پر حل کرنا چاہتے ہیں اور حکومت یہ جانتے ہوئے کہ ان اصحاب کا نقطۂ نظر ملک کے عظیم تر مفاد کے منافی ہے ان کو عوام کا نمائندہ تسلیم کرتی رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری آواز ایک ایسی اقلیت کی آواز ثابت ہوئی۔ یہی سبب ہے جو حق بجانب ہونے کے باوجود وہ اثر پیدا نہ کر سکی جس کی وہ مستحق تھی۔ ایسے ہمت شکن حالات میں ہم اپنا فریضہ مستقل مزاجی کے ساتھ انجام دیتے رہے اور ملک کے دونوں بڑے فرقوں کے قائدین کی خفگی اور ناراضگی کو برداشت کرتے رہے۔ یہ ناموافق ماحول کسی اخبار کی زندگی کو ختم کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن ہم کچھ ایسے سخت جان واقع ہوئے ہیں کہ ابھی زندہ ہیں اور اپنے موقف اور نقطۂ نظر میں کوئی کمزوری محسوس نہیں کرتے۔ ہم اپنی گزشتہ سہ سالہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ اطمینان محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے نہ تو کسی کی بیجا مخالفت کی اور نہ بیجا حمایت۔ مسائل عامہ پر تنقید و تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے اپنے عمل کو اپنی رائے میں دخیل ہونے نہ دیا۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس مسلک پر قائم رہ سکیں اور عوام کی واہ واہ یا حکام کا عتاب ہمیں اپنے سوچے ہوئے راستے سے نہ ہٹا سکے۔

گزشتہ چند سال سے دنیا ایک انقلابی دور سے گزر رہی ہے۔ آزادی کی جنگ میں حیدرآباد بھی اپنی بساط سے زیادہ حصہ لے رہا ہے گو آج تک حیدرآباد سے یہ وعدہ نہیں کیا گیا کہ اس جنگ کے فتحمندانہ اختتام پر حیدرآباد کو بھی آزادی مل جائے گی۔ حیدرآباد مستحق تھا کہ اس سے ایسا وعدہ کیا جاتا۔ اور پیراماؤنٹسی کا وہ مرعوب کن نظریہ جو حیدرآباد کی فکر و عمل کی صلاحیتوں کو مختل کر چکا ہے حیدرآباد کی سیاسی لغت سے مٹا دیا جاتا مگر یا تو ایسی کوشش نہیں کی گئی یا حیدرآباد اس کا مستحق نہ تھا۔ غرض ہمارے دل و دماغ پر پیراماؤنٹسی کا سایہ قائم ہے اور آزادی کی کوئی کرن کہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جنگ کا فاتحانہ خاتمہ حق کی فتح پر ہو اور جلد ہو۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ جنگ اپنے وعدے کے مطابق ہمیں بھی کچھ آزادی دلائے۔ ہماری آزادی کسی کا نقصان نہیں۔ ہم اپنی آزادی کو اپنی اصلاح و ترقی کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں کسی کی تخریب کے لئے نہیں۔

پھر وعدۂ آزادی میں دیر کیوں ہو رہی ہے!

گزشتہ تین سال کے دوران میں ہم نے اپنے محدود اختیارات کو بھی صحیح استعمال میں نہیں کیا۔ رشوت بازی، کارروائیوں کے چلنے میں تاخیر، عہدوں کے لئے اشخاص کا انتخاب کرنے کے بجائے اشخاص کے لئے عہدے تراشنے کی قدیم روایات، اپنے اچھے عزائم کو جرأت و ہمت سے روبہ عمل نہ لا سکنے کی کمزوری ——— یہ خصوصیات تین سال پہلے بھی موجود تھیں اور آج بھی موجود ہیں۔

ہماری پبلک زندگی کا معیار بھی کچھ ترقی نہ کر سکا۔ انتشار خیال، حقائق سے گریز، اپنے ضمیر کی آواز کو اس خوف سے ظاہر نہ کرنا کہ کہیں عوام برگشتہ نہ ہو جائیں ——— یہ باتیں تین سال قبل بھی تھیں اور آج بھی ہے۔ ہمارے پبلک کارکن ملک کے مسائل کو ہمدردی اور یکجہتی سے حل کرنے کے بجائے اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ عوام پر ان کا جو اثر قائم ہو گیا ہے اس کو بہر صورت برقرار رکھا جائے۔

ان تمام چیزوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ایک سیاسی جمود اور تعطل برطانوی ہند کی تقلید میں حیدرآباد پر بھی طاری ہے۔ اگر کانگریس اور مسلم لیگ میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو شاید حیدرآباد میں بھی کوئی اقدام کیا جائے۔ اگر برطانوی ہند کو سیاسی آزادی کی کوئی جدید قسط عطا ہو تو شاید حیدرآباد میں بھی تقلیداً کچھ آوازیں بلند کی جائیں۔ ہمارے ایک معاصر نے گزشتہ ہفتہ بجا طور پر یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ملک کی بعض مجلسی جماعتوں کا یہ رجحان اب پوشیدہ نہیں رہا کہ وہ برطانوی ہند کے حالات پر نظر جمائے ہوئے ہیں اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ اگر وہاں کے لوگوں کو آزادی کا کوئی درجہ بھی حاصل ہو گیا تو حیدرآباد میں موجودہ اختیارات سے زیادہ حاصل کیا جا سکے گا۔ لیکن یہ جماعتیں زندگی کی اس بہت بڑی حقیقت کو بھول رہی ہیں کہ ہر ملک اور قوم کو وہی حکومت ملتی ہے جس کے وہ قابل ہوں۔

معاشی اعتبار سے حیدرآباد آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔ البتہ سرمایہ داری کی وہ مذموم خصوصیات جن کے خلاف آج ایک دنیا آمادۂ بغاوت ہے حیدرآباد کی اقتصادی زندگی میں آہستہ آہستہ سرایت کرنے لگی ہیں۔ سرمایہ داری کا اثر و رسوخ حکومت اور پبلک زندگی میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔

الغرض مستقبل بہت ہی تاریک ہے۔ ان حالات میں اگر کسی جماعت سے اصلاح و ترقی کی توقع کی جا سکتی تھی تو وہ حکومت ہی تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے پاس کوئی معین لائحہ عمل نہیں ہے۔ وہ صرف کام چلا رہی ہے اور برے حالات کو بدتر ہونے سے بچا رہی ہے۔

اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ پبلک کارکنوں میں نصب العین اور طریقۂ کار کی یکسانیت اور ہم آہنگی۔ یہی چیزیں ساری خرابیوں کو دور کر سکتی ہیں۔ پبلک کارکنوں کے قلوب میں غالب جذبہ یہ ہونا چاہیے کہ مملکت آصفیہ بیرونی اقتدار کی مداخلت سے آزاد ہو۔ مگر اس جذبہ کا فقدان ہے۔ اور جب تک یہ جذبہ پیدا نہ ہو اور قوی نہ ہو حیدرآباد کی پبلک زندگی کا معیار پست رہے گا اور حیدرآباد کا مستقبل سیاسی ہو یا معاشی تاریک رہے گا۔

حالات کا یہ تجزیہ حوصلوں کو پست کرتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم جب تک زندہ ہیں اپنی خفیف آواز بلند کرتے رہیں گے۔ اگر کسی نے سن لیا تو ہماری زندگی کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ ہم اپنے پبلک کارکنوں سے بارہا عرض کر چکے ہیں اور آج پھر ایک بار یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس وقت نئے اور نازک مسائل سے دوچار ہیں۔ ہمیں نازک نئی منزلوں سے دوچار ہونا ہے۔ اتحاد، سمجھوتہ اور ترقی کے راستے اب بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اب بھی ہم ملک و مالک کی کچھ خدمت گزاری کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ مملکت آصفیہ کی سیاسی اور ثقافتی وحدت کو طاقتور اور مؤثر طریقہ پر برقرار رکھنے اور حیدرآباد کے سیاسی موقف کو حاصل کرنے کی سعی کی جا سکتی ہے۔ اتحاد و ترقی کے راستہ میں اگر جاہ طلبی، انفرادیت اور شخصی اغراض حائل نہ ہوں تو ہماری پبلک تحریکوں کا دھارا حقیقی تعمیری کاموں کی طرف پھیر دیا جا سکتا ہے۔ ہمارے لئے یہ کوئی فخر کی بات نہیں کہ برطانوی ہند کی سیاسیات کے سیلاب میں بہہ کر کسی ایک نامعلوم کنارے سے لگ جائیں۔ ہم برطانوی ہند کی سیاسی انجمنوں سے اپنے دامن کو بچا کر اپنے مسائل آپ حل کر سکتے ہیں اور حضرت بندگان اقدس کے زیر سایہ عاطفت امن، اتحاد اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

اس موقع پر ہم ان اصحاب اور اداروں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے ہمارے نقطۂ نظر کو

کی اور نا موافق حالات میں ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ تین سال قبل ہماری نیت اور ہمارے مسلک پر جو شبہ کیا جاتا تھا وہ بات آج نہیں ہے۔ ہمیں آئندہ زندہ رکھنے کے لئے یہ چیز کافی ہے۔

"حامد علی تعلیمی وقف"

پیوست جمعہ کو آنریبل مسٹر غلام محمد کی صدارت میں بمقام پبلک ہال ٹائیز ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں ڈاکٹر حامد علی صاحب کو ان کے عدیم المثال ایثار پر خراج تحسین ادا کیا گیا۔ ڈاکٹر حامد علی صاحب نے اپنی عمر بھر کی کمائی کو قوم کے نوجوانوں کے لئے وقف کر کے ایک ایسی مثال قائم کی ہے جو کم از کم حیدرآباد کے مسلمانوں میں نایاب ہے۔ آپ نے تقریباً ۱۰ لاکھ کا ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے جس کا مقصد ان نادار طلباء کی مدد کرنا ہے جو فنی، طبی یا سائنٹفک تعلیم پانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس غیر معمولی ایثار کا اعتراف کرتے ہوئے نواب دوست محمد خاں صاحب نے ایک قرارداد پیش کی جس کی تائید میں مولوی بہادر خاں صاحب، مولوی میر اکبر علی خاں صاحب، مولوی ابوالحسن سید علی اور ڈاکٹر لطیف سید صاحب نے تقریریں کیں۔ ان تقریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر حامد علی صاحب نے اپنی طالب علمی کے زمانہ ہی میں یہ تہیہ کر لیا تھا کہ قومی تعلیم کے لئے روپیہ جمع کریں گے اور تیس چالیس سال کی مدت میں آپ اپنی آمدنی کو اس مقصد کے تحت جمع کرتے رہے۔ اس طویل مدت میں آپ کا یہ جذبہ کبھی متزلزل نہیں ہوا۔ اگر ڈاکٹر حامد علی صاحب کا تعلق سرمایہ دار طبقہ سے ہوتا تو یہ ۱۰ لاکھ کا ٹرسٹ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ ایک متوسط طبقہ کے فرد کے لئے اپنی محنت سے کمائی ہوئی آمدنی سے اتنی رقم جمع کرنا اس ایثار کی عظمت کو دوبالا کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر حامد علی صاحب کے حالات زندگی اور ان کے اس جذبۂ ایثار کے نشوونما پر روشنی ڈالتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد نے بہت صحیح فرمایا کہ:-

"دوسری قوم میں ایسے واقعات غیر معمولی نہیں ہوتے، لیکن مسلمانوں کی قوم کے لئے اور خصوصاً حیدرآباد کے لئے یہ واقعہ عجیب ہے۔ اگر بمبئی وغیرہ میں کوئی شخص آئندہ دس لاکھ کا عطیہ دیتا تو ہمارے دل اسی پر خلوص دعائیں نہیں نکلتیں۔ مگر ایک ایسے شخص کے لئے جس نے اپنی زندگی کو پشت میں دیکھا اور ۔۔۔ کو قربان کر کے نفس پرست

نفس کے لئے بڑے روپیہ سرمایہ جمع کیا تو یقیناً وہ ایک جہاد ہے۔ اس کا درجہ ہماری آنکھوں میں بلند ہو جاتا ہے اور یہ واقعہ سبھوں کے لئے ایک غیر معمولی درس عبرت اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔"

مولوی بہادر خاں صاحب نے اس ایثار کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی پرجوش تقریر میں دولتمندوں کو جھنجھوڑنے اور انہیں رفتار زمانہ سے باخبر کرنے کی کوشش کی۔ معلوم نہیں اس تقریر کا دولت مندوں پر کیا اثر ہوا۔ ہم اس حقیقت کے ماننے والوں میں سے ہیں جو اقبال مرحوم نے "جواب شکوہ" میں پیش کی تھی ع

امراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملت بیضا غرباء کے دم سے

پٹیالہ اور اردو

پٹیالہ کے سرکاری گزٹ مورخہ ۱۹ر پھاگن سنہ ۲۰۰۰ مطابق ۲۷ر فروری سنہ ۱۹۴۳ء میں یہ حکم شائع ہوا ہے۔

ہز ہائی نس سری ۱۰۸ مہاراجہ دھیراج بہادر پٹیالہ نہایت خوشنودی سے حکم دیتے ہیں کہ امر یہ ہے کہ سنہ ۲۰۰۱ مطابق ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء سے ریاست کی عدالتوں میں اردو کی جگہ گورمکھی بطور دفتری زبان استعمال ہوا کرے گی۔ دستخط چیف منسٹر۔

۱۶ر فروری سنہ ۱۹۴۳ء

تو سن ہمارے ہیں

ایسا کیوں ہوگا؟ ایسی تبدیلی میں کیا مصلحتیں اور فائدے ہیں۔ کس پالیسی کے تحت یہ انقلابی حکم نافذ کیا جاتا ہے؟ کس یا کن سے مشورہ لیا گیا تھا۔ پیشتر اس سے کہ ایسا حکم جاری ہو؟ کس کے مطالبے پر یہ تبدیلی کی گئی؟ یہ ایسے سوال ہیں جن کی معقولیت سے کسی صحیح ذہن رکھنے والے کو انکار نہیں ہو سکتا۔ بابا آلا کے وقت سے یعنی جب سے ریاست پٹیالہ وجود میں آئی وہاں اردو سرکاری زبان رہی تو اب کیوں ہٹائی جاتی ہے؟! اس کے جواب میں کوئی اعلان حکومت کا ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ پھر یہ ایک واحد شخص کی ذاتی پسند کہا جائے یا کیا؟ ہمارے اکثر والیان ریاست شاید ابھی تک عہد وسطیٰ کے خواب پریشان دیکھ رہے ہیں کہ ریاست کے ساتھ ایک جائداد کی طرح سلوک ہو سکتا ہے۔ یہ وہم ان کے ذہن شریف سے دور ہو جانا چاہئے۔ حکومت پر واضح رہے کہ ایک اقدام سے پہلے اس کے نتائج و عواقب پر بھی نظر رکھنا لازم ہے۔ پٹیالہ ریاست کی آبادی کی اکثریت غالباً جانتی ہے کہ اردو نہ خواندہ ہے

حکومت اپنی مذہبی زبان کو جس مناسب طریقے سے چاہے ترقی دے سکتی ہے لیکن ایک ملک یا صوبہ تک کے سرپر جو کوئی لازمی اردو ادب اس کے ادب کی زبان یا رسم خط ایک الگ چیز ہے اور ملک کی ابتداء سے مروج زبان اور رسم خط قطعاً دوسری چیز ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ جن پر غور کرنے کی شاید ان بڑے آدمیوں کو فرصت نہیں یہ حکم اپنی جگہ میں ناقص ہے کیونکہ اردو ایک مسلمہ زبان ہے جب کہ گورمکھی صرف ایک رسم خط ہے کہتے ہیں جو دیوناگری کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ ایک مسلمہ زبان کا بدل ایک خط جو صرف ایک مخصوص جماعت سے مخصوص ہو سکتا ہے کوئی معنے نہیں رکھتا۔

اگر مہاراجہ صاحب پٹیالہ ریاست کی تمام رعایا میں یکجہتی اور رواداری باقی رکھنا اور ان کی محبت وفاداری اپنے حق میں رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں اس انقلابی حکم پر نظر ثانی کرنا اپنا فرض سمجھنا چاہئے۔

پٹیالہ کے پڑوس میں ایک اور ریاست نابھ ہے وہاں کا سرکاری گزٹ اردو، انگریزی اور گورمکھی تینوں میں ایک ساتھ چھپتا ہے۔ مگر سرکاری اشتہار اور اعلان صرف اردو میں ہوتے ہیں۔ مگر پٹیالہ نابھ سے سبق نہیں لے سکتا۔

(ہماری زبان)

برقابی اسکیم کی منظوری

حیدرآباد۔ ۷ر مرتضی رداد۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکار عالی نے نظام ساگر پراجکٹ کے تحت ایک ہائیڈرو الکٹرک اسکیم کما پچاس لاکھ کے صرف کی توثیق کی گئی ہے منظور کی ہے یہ ۔۔۔ پانچ سالہ کام پر مشتمل ہوگی۔ اسکیم کا مقصد بارچہ بافی، زراعت اور دیگر صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے بالکل کم اخراجات پر برقی قوت مہیا کرنا ہے۔ نظام ساگر کے متعلقہ ذخیرہ جات میں بھی قوت برقی مہیا کی جائے گی۔ میر تاجی علیم الدین اسپیشل انجنیر شعبہ تحقیقات محکمہ تعمیرات عامہ کو اس جدید پراجکٹ کی نگرانی تفویض کی گئی ہے۔ کرنل ۔۔۔ امر زراعت حکومت ہند نے جو حال ہی میں یہاں آئے تھے اس اسکیم کا مطالعہ فرمایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حکومت سرکار عالی کو مشورہ دیا کہ وہ بہت جلد اس کام کو شروع کر دے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اس پراجکٹ کا کام عنقریب شروع کیا جانے والا ہے۔

(ا۔پ)

چین کی سیاسی تحریکات

از

ڈاکٹر حسین ظہیر

چینی عوام کو اتحاد جس نے جاپان کے خلاف لڑنے کی طاقت اُن کے اندر پیدا کردی ہے، اتفاقاً نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ بڑی کشمکش جانکاہ اور گہری انقلابی کوششوں کا نتیجہ ہے جو چینی عوام کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے خلاف کرنی پڑیں۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے کہ یہ حیرت انگیز اتحاد کس طرح حاصل ہوا ہے بہت ضروری ہے کہ موجودہ صدی کی ابتدا سے چین کی تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے۔

سنہ ۱۹۱۱ء تک چین ایسے بادشاہوں کے قبضہ میں تھا جن کے نظام حکومت میں کئی سو سال سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایک بہت بڑا ملک تھا جس کی آبادی بہت گھنی تھی جس کے خیالات بہت دقیانوسی تھے، جو وجاہت اور شہرت پر گزر رہا تھا جو قدامت پرست تھا اور جسے الگ تھلگ رہنا پسند تھا۔ چین کے بسنے والوں کی خواہش ہوا کرتی تھی کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ نئے طریقوں، نئی ایجادوں اور نئے لوگوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سیاسی حیثیت سے چین کئی نیم خود مختار صوبوں میں بٹا ہوا تھا جن پر بڑے بڑے جاگیردار حکومت کرتے تھے اور جو مرکزی حکومت کا اُسی وقت تک حکم مانتے تھے جب تک وہ طاقتور رہتی تھی۔ زمین چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹی ہوئی تھی جہاں کاشتکاری اور لگان کا بہت ہی پرانا طریقہ رائج تھا۔ اور کسانوں کو اپنی پیداوار کا ۶۰ فیصدی لگان کے طور پر دینا پڑتا تھا۔

چین کے لوگ تعلیم کے معاملے میں بھی بہت پیچھے تھے۔ اور تھوڑی بہت تعلیم جس کا رواج پایا بھی جاتا تھا سرکاری کام کرنے والوں یا مذہبی طبقوں تک محدود تھی۔ اس تعلیم کی خاص چیزوں میں چین کی پرانی کتابوں کو زبانی رٹ لینا اور کچھ ادبی مضامین لکھ لینا کافی سمجھا جاتا تھا۔ کسی طرح کی فنی تعلیم کی جانب تو خیال بھی نہ جاتا تھا، بلکہ اگر کوئی اس کا ذکر بھی کرتا تو شاید نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ چین میں لکھنے کی ایک عام زبان ضرور تھی۔ لیکن ابھی کچھ دنوں پہلے تک ملک کے مختلف حصوں میں مختلف بولیاں بولی جاتی تھیں۔

اندرونی رکاوٹوں اور دشواریوں کے علاوہ چین کی ترقی میں بہت سی سامراجی طاقتوں کی لوٹ مار کی خواہش اور لالچ بھی حائل تھا۔ تقریباً گذشتہ صدی کے وسط ہی سے سامراجی طاقتوں نے چین کے مشرقی ساحل میں اپنے قدم جما رکھے تھے۔ اور وہاں کے دو بڑے دولتمند اور تجارتی شہروں کو [illegible] بنا لیا تھا [illegible]

"بین الاقوامی خطہ" یعنی (International Settlement) بھی واقع تھے۔ اس بین الاقوامی خطہ کے علاوہ چین کے دو بڑے صوبے بھی اُس کے ہاتھ سے جاتے رہے۔ جرمنی نے کیاؤ چاؤ (Kiaochow) پر قبضہ کرلیا۔ روس اور جاپان کی جنگ [illegible] سے ابھر آیا تھا جو سنہ ۱۹۰۵ء کے اوائل میں جنگ [illegible] ہوئے تھی۔ اس نے [illegible] کو ایک مکمل فوجی سامراجی طاقت میں تبدیل کیا تھا اور چین کو اپنی سامراجی پھیلاؤ کی پالیسی کا جائز شکار بنایا اور چینی جزیرے فارموسا اور شمالی مشرقی صوبے یعنی کوریا پر قبضہ کرلیا تھا۔

اندرونی تباہی اور بیرونی حملوں کے اس پس منظر میں سنہ ۱۹۱۱ء کا انقلاب ڈاکٹر سن یات سین کی رہنمائی میں واقع ہوا جس نے مانچو خاندان کا ہی خاتمہ کردیا۔ انقلابی طاقتوں کا کام بہت ہی دشوار تھا۔ ڈاکٹر سن یات سین کی رہنمائی میں واقع ہوا جس نے مانچو خاندان کا ہی خاتمہ کردیا۔ انقلابی طاقتوں کا کام بہت ہی دشوار تھا۔ ڈاکٹر سن یات سین کا ارادہ شروع میں یہ تھا کہ وہ ایک مضبوط مرکزی حکومت قائم کریں اور بیرونی ملکوں کے سرمایے اور صنعت وغیرہ کے بارے میں بیرونی طاقتوں کے مشورہ سے اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر لگائیں۔ لیکن اس ارادے میں وہ ناکام رہے۔ ملک کی پست حالی، اُس کے زیردست حکام [illegible] کی سازشیں اور چالبازیاں سب نے مل کر اس پہلی کوشش کو بالکل ناکامیاب بنادیا۔ اس کے بعد ایک ایسا زمانہ [آیا] جب سارا ملک جنگجو رہنماؤں کے زیر اثر آگیا۔ پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی اور مغربی طاقتوں کو مشغول پاکر جاپان کو اس کا موقع مل گیا کہ وہ چین میں اپنا اثر بڑھائے۔ اس جنگ عظیم کے دوران میں جاپان نے نہ صرف اُن خطوں پر قبضہ کرلیا جو پہلے جرمنی کے پاس تھے بلکہ چین کے سامنے مطالبات کی ایک ایسی فہرست بھی پیش کردی جس کو مان لینے کے بعد چین جاپان کی ایک محکوم ریاست بن جاتا۔

پیرس کی صلح کانفرنس کے دوران میں ڈاکٹر سن یات سین نے اُمید لگا رکھی تھی کہ وہ چین کے لیے کچھ مناسب اور موافق فیصلہ حاصل کرسکیں گے۔ لیکن وہ اس بات میں بھی ناکام رہے [illegible] نہیں [illegible] اس ناکامی [illegible] کہ اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے اپنا رہنمائی خیال ترک کردیا کہ مغربی سامراجی [طاقتوں] کی مدد سے اپنے ملک کو ترقی دے سکیں گے۔ اس ناکامی میں اُن کی نگاہیں نئے دوستوں کی تلاش میں اٹھیں، سب سے پہلے اُن کی نظر روس کی نئی انقلابی طاقت پر پڑی۔

چین واپس پہنچ کر ڈاکٹر سن یات سین نے نئے سرے سے (Kuomintang) کی تنظیم اپنے مشہور تین اصولوں کے مطابق کی اور ملک کی تمام ترقی پسند طاقتوں کو جن میں کمیونسٹ بھی شامل تھے ایک متحدہ پارٹی میں ڈھال لیا۔ یہ روس کے [illegible] کی مدد اور رہنمائی سے ہوا۔ ان دوستوں میں (Borodin) کا نام سب سے اوپر ہے۔ آخرکار (Kuomintang) کو سنہ ۱۹۲۱ء میں ایک قومی حکومت قائم کرنے میں کامیابی ہوئی جس کا صدر مقام (Canton) قرار پایا۔ سنہ ۱۹۲۱ء سے سنہ ۱۹۲۵ء تک کا زمانہ انقلاب کی بنیادوں کے مضبوط اور متحد ہونے کا زمانہ کہا جاسکتا ہے۔

سنہ ۱۹۲۵ء میں جب قومی فوجوں نے پیکن پر قبضہ کرلیا تو ملک کا سیاسی اتحاد قریب قریب مکمل ہوگیا۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر سن یات سین کا انتقال ہوگیا اور قوم کی رہنمائی جنرل چیانگ کائی شیک کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ گورنمنٹ کا صدر مقام تبدیل کرکے پہلے کینٹن (Canton) سے ہانکاؤ (Hankow) پھر نانکنگ (Nanking) لے جایا گیا۔ [illegible] (Kuomintang) [illegible] کے بائیں بازو میں کمیونسٹ پارٹی اور دہنے بازو میں جرنیل پڑگئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بایاں بازو الگ کردیا گیا اور ایک خطرناک قسم کی خانہ جنگی نے عوام کے تمام طبقوں کے متحد ہونے اور تمام سامراجوں [illegible] کو روک دیا۔ پھوٹ پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر سن یات سین کے عوام کی رہنمائی کے لیے بنائے ہوئے تین اصولوں کی تشریح کے بارے میں اختلافات تھا۔ اگرچہ اصول وہ تین تھے جن کو چین کی تمام پارٹیاں [illegible] درست ہونا مانیں [illegible] ترقی کی بنیاد کو مضبوط بنانے کے لیے اس وقت بھی قبول کرتی تھیں اور آج بھی قبول کرتی ہیں۔ عوام کی ترقی کے تین اصول یہ ہیں:

(۱) قومیت یعنی چین کی حکومت کے تمام اختیارات کو مکمل کرنا۔ (۲) جمہوریت یعنی ایسی حکومت قائم کرنا جس میں عام لوگوں کی حکومت انہیں کے ووٹ اور رائے سے قائم کی جائے۔

(۳) زندہ رہنے کا برابر حق یعنی ایک ایسا نظام حکومت قائم کرنا جس میں ہر شخص کو ترقی کا سامان مل سکے اور صنعتی پیداوار کے ذرائع کو [illegible] ملکیت قرار دے کر اور زمین کو [illegible] تقسیم کرکے ایک دوسرے کی لوٹ کو ختم کردیا جائے۔

ملک زیادہ منظم اور متحد ہوگیا تھا۔ سیاسی نظام مستحکم اور پائیداری کی زیادہ امید ہوتا تھا۔ قومی حکومت [illegible] انتہاپسندوں اور اعتدال پسندوں کے سخت [illegible] [illegible] کے کار دبار [illegible] جاگیردار [illegible] حکومت انتہاپسندوں [illegible] نام نہاد لڑائیاں نہیں [illegible] کمیونسٹوں کی لڑائیاں کہا [illegible] خوش قسمتی سے جاپانی خطرے کے [illegible] اختلافات بہت کم ہوگئے ہیں اور [illegible] (Sian) [illegible]

(باقی صفحہ ۱۱)

کمیٹی تخفیف مصارف

ابتدائی مراحل پر بحث و تحمیص کے بعد ذیلی مجالس کا قیام

حیدرآباد۔ ۴ / خورداد۔ یونائیٹڈ پریس کو معتبر ذرائع سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حکومت سرکار عالی نے کفایت کے پیش نظر سرکاری مصارف میں تخفیف کرنے کے لئے جس میں غیر سرکاری اراکین کی کثرت ہے مشتمل جو کمیٹی تخفیف مصارف تشکیل دی تھی وہ اپنے مفوضہ کام کو باحسن وجوہ انجام دے رہی ہے اور اس نے تخفیف مصارف کے مقصد کی تکمیل میں بڑی کوشش کی ہے چونکہ اس کام کی اہمیت اور وسعت اس بات کی متقاضی تھی کہ اس کے جملہ مسائل کا بالاستیعاب جائزہ لے کے ان کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کیا جائے اس لئے کمیٹی تخفیف مصارف نے اپنے کام کے ابتدائی مراحل پر بحث و تحمیص کے بعد متعدد ذیلی کمیٹیاں قائم کیں۔ جن میں ذیلی کمیٹی استصوابات۔ ذیلی کمیٹی متاہرہ و الاؤنس، امرکزیت پیدا کرنے والی ذیلی کمیٹی اور دیگر متعدد محکمہ جاتی ذیلی کمیٹیاں شامل ہیں اس کے بعد تمام ذیلی کمیٹیاں تخفیف مصارف کے لئے ضروری مواد کی فراہمی اور تجاویز کی ترتیب میں مصروف ہیں۔ چنانچہ چند اہم ذیلی کمیٹیوں مثلاً ذیلی کمیٹی متاہرہ و الاؤنس وغیرہ نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے اور انھوں نے اپنی عارضی رپورٹوں کو جو ان کی تجاویز اور دیگر ضروری مواد پر مشتمل ہیں کمیٹی تخفیف مصارف کے روبرو پیش کر دیا ہے جن کو کمیٹی تنقیح و ملاحظہ کے بعد حکومت کے سامنے پیش کرے گی۔

کمیٹی تخفیف مصارف نے اپنی اس خواہش کی بنا پر کہ عوام کے تعاون سے استفادہ کیا جائے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ اس کی ذیلی کمیٹی استصوابات نے ایک عام سوالنامہ اور مختلف محکمہ جات کے لئے متعدد سوالنامے تیار کئے نیز محکمہ جاتی ذیلی کمیٹیوں نے بھی افراد، عوامی سوسائٹیوں، سررشتہ جات اور پبلک اداروں سے عام سوال جنگی بنیادوں پر یاد دہانیاں طلب کیں۔ علاوہ بریں مختلف محکمہ جاتی کمیٹیوں نے جو سوال بھجوا رکھے کمیٹی تخفیف مصارف نے زبانی شہادت کے ذریعہ بھی کافی مواد فراہم کیا جن صورتوں میں بھی افراد اور پبلک اداروں نے ان سوالات کا مقررہ میعاد میں جواب نہ دیا ان کو کمیٹی کو ان کے جوابات کے لئے کافی انتظار کرنا پڑا۔ تاہم کمیٹی نے اپنے کام میں بہت کچھ ترقی کی ہے اور مصارف میں کفایت پیدا کرنے سے متعلق مختلف تجاویز اپنی تکمیل کو پہنچائی جا رہی ہیں۔ نیز سنہ مقررہ میعاد کے اندر عہدہ داروں کے مشاہرہ کی تخفیف شدہ شرح۔ سرکاری کام کو کارکرد بنانے کی غرض سے قواعد و ضوابط اور گشتیات کی تدوین اور عہدہ داروں کی تعداد میں تخفیف۔ سرکاری کام

کی ایسے نئے طریقوں سے انجام دہی جو نظم و نسق کی کارکردگی کو متاثر کئے بغیر مصارف میں تخفیف کر سکیں ان تمام امور کی تکمیل کے لئے ممکنہ وسائل تلاش کئے جا رہے ہیں۔

فی الحقیقت کمیٹی کے کام کی نوعیت بہت وسیع اور اہم ہے۔ اس کام میں اس لئے رکاوٹ پیدا ہوئی کہ کمیٹی کے سرکاری اور غیر سرکاری اراکین غذائی مسائل، بعد از جنگ ترقی کی تجاویز اور ضروریات جنگ سے متعلق امور میں پہلے ہی سے مصروف تھے کمیٹی کے اکثر غیر سرکاری اراکین تنظیم مابعد جنگ اور غذائی مشاورتی مجلس وغیرہ کی مختلف ذیلی کمیٹیوں کے بھی اراکین ہیں جن کے باعث سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کو کثرت کار کی وجہ سے وقت نہ مل سکا جس سے قدرتاً کمیٹی کے کام پر اثر پڑا اور مختلف ذیلی کمیٹیوں کا جب جلسہ ہوتا تو یہ ممکن نہ ہو سکا کہ سرکاری اور غیر سرکاری اراکین اس میں ہر مرتبہ شرکت کر سکیں۔ بنا بریں جلسوں کو طویل وقفوں کے بعد منعقد کرنا پڑا تاکہ دوسرے اہم جلسوں سے ان کی تاریخ کا تصادم نہ ہو۔ کمیٹی کے کام کی تکمیل کی راہ میں متعدد مشکلات حائل ہیں اس لئے مفید نتائج اخذ کرنے کے لئے نامناسب عجلت نہیں کی جا سکتی۔ باوجود اس کے باور کیا جاتا ہے کہ کمیٹی کو اپنے کام کی تکمیل کے لئے زیادہ مدت درکار نہ ہوگی۔ حکومت سرکار عالی حقیقتاً ہر قسم کے غیر ضروری مصارف کو بعجلت ممکنہ ختم کر دینا اور مصارف میں اقل ترین حد تک ایسی تخفیف کرنے کے لئے جو کارکردگی پر اثر انداز نہ ہو عاجلانہ کارروائی کرنا چاہتی ہے۔

یونائیٹڈ پریس کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ضروریات جنگ کے تحت جو نئی جائدادیں قائم کی گئی ہیں وہ بالکلیہ عارضی ہیں اور محض اس لئے وجود میں آئی ہیں کہ بعض محکمہ جات پر کارہائے جنگ کے باعث کام کا غیر معمولی بار پڑ رہا ہے۔

کل ہندریاستی ہندو مہاسبھا

حیدرآباد کے خلاف پروپگنڈا

شیموگا۔ ۱۱ / اپریل۔ کل شام اختتام سے پہلے کل ہند ریاستی ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ نے ایک قرارداد میں حکومت حیدرآباد پر زور دیا کہ حسب وعدہ وزیر اعظم بہت جلد فوراً ہندی رائج کر دی جائے اور ہندوؤں کے مذہبی حق کی حفاظت کی جائے اور آرائش شہر کے بہانے مندروں کو مسمار کرنا بند کر دیا جائے۔

ایک قرارداد میں حکومت سرکار عالی سے درخواست کی گئی کہ حکومت کے تمام گریڈوں کی ۵۰ فیصد خدمات پر وفادار اور قابل ہندوؤں کا تقرر کیا جائے اور حکومت سرکار عالی کی مخالف ہندو پالیسی کے خلاف احتجاج کیا گیا۔

۱۰ / اپریل کو ریاستوں نے مجلس موضوعات کی منظورہ دو اور قراردادیں منظور کر لیں۔ کانفرنس نے صدر کو مجاز گردانا کہ ریاستی مہاسبھاؤں کے مشورہ سے ریاستوں کے تصفیہ کے لئے عارضی طور پر زیادہ سے زیادہ ۱۵ نمائندوں کی ایک مجلس تنفیذی قائم کریں۔ یہ نظام بنگلور میں رہے گا اور مسٹر جی ... اس کے عہدہ دار ہوں گے۔ کانفرنس نے ڈاکٹر این ... سے ... صدر نشین ... ڈاکٹر ... مسٹر ... پر ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی کہ وہ مختلف ریاستوں میں جا کر ہندوؤں کے حالات کی تحقیقات کرے اور جلسے مجلس تنفیذی کے سامنے رپورٹ پیش کرے۔ صدر نشین کو اختیار دیا گیا کہ جن ریاستوں میں جہاں کمیٹی جائے تحقیقات کی غرض سے وہ نمائندوں کو منتخب کرے۔ (۱-پ)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

"آندھرا کانفرنس کی اندرونی کشمکش" کے عنوان کے تحت معاصر "رعیت" نے مسٹر ایم راچندر راؤ سابق صدر آندھرا کانفرنس کا ایک بیان شائع کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم کو جمہوری طرز حکومت پر کامل ایقان ہے۔ موجودہ جملہ طرز حکومتوں میں ہم پارلیمانی طرز حکومت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔"

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پارلیمانی طرز حکومت میں اقتدار اس جماعت کو حاصل ہوتا ہے جو مجلس مقننہ میں اکثریت رکھتی ہے۔ ہندوستان میں سیاسی جماعتیں فرقہ وارانہ بنیادوں پر قائم ہیں اس لئے پارلیمانی طرز حکومت میں فرقہ اکثریت کو اقتدار حاصل ہونا لازمی ہے۔ تو گویا آندھرا کانفرنس کا نصب العین فرقہ اکثریت کی حکومت قائم کرنا ہے جس پر ذمہ دارانہ حکومت یا عوامی حکومت کی اصطلاح کا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ ہم مسٹر رامچندر راؤ کے مشکور ہیں کہ انھوں نے آج اصل حقیقت کو بے نقاب کر دیا ورنہ دوسرے ارکان کانفرنس تو

"چھپا جاتے ہیں اپنے دل کا مطلب اصطلاحوں میں"

"ایک کریکل میں ایک مراسلہ نگار دریافت کرتا ہے کہ:۔

کوئی شخص کس عمر تک دماغی محنت کر سکتا ہے؟ کیا کوئی طبیب اس مسئلہ پر روشنی ڈال سکتا ہے؟"

ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ اگر آدمی ذکی اثر ہو تو ۱۰۰ سال کے بعد بھی دماغی کام کر سکتا ہے اور اگر بے اثر ہو تو ۱۰ سال سے پہلے ہی قابل وظیفہ ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق طب سے زیادہ حکمت سے ہے۔

میلاد کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے قائد ملت نے یہ شکایت کی تھی:۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم نوجوان نہایت تیز رفتاری سے اشتراکیت کی جانب بڑھ رہے ہیں۔"

پیالس ناکیز میں تقریر کرتے ہوئے قائد ملت نے فرمایا۔

"وہ لوگ جو اپنی دولت کے جنون میں سب کچھ بھول جاتے ہیں وہ اس عہد کے قارون اور شداد ہیں۔ ان کی قارونیت کے لئے موسیٰ کی ضرورت ہے جو اپنی دولت کے گھمنڈ میں سب کچھ فراموش کئے ہوئے ہیں۔ زمانہ کی رفتار کا انہیں اندازہ لگانا چاہئے۔ .... نادار جس فکر کو برداشت نہ کر سکا ہیں اور آپ اس فکر کو کیا برداشت کر سکتے ہیں؟"

یہ کیا سمہ ہے! قائد ملت بھی مسلم نوجوانوں کے نقش قدم پر چلنے لگے۔

ع۔ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

قائد ملت کی محولہ بالا تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے "ترجمان ملت" لکھتا ہے کہ:۔

"یہ انتہا ہی نغیر قائد ملت نے بہت پر وقت پھونکی"

ذرا اخبار کو چاہئے کہ "انتہا ہی نفیر" کو فرہنگ اصطلاحات میں شامل کرے تاکہ سند رہے اور وقت پر کام آئے۔

سلہٹ (آسام) میں ذخیرہ بازوں کو دار لج۔

(ایک اخبار کی سرخی)

کم از کم سلہٹ میں تو قومی حکومت قائم ہے

مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبہ دار وظیفہ یاب نے حیدرآبادیوں کے نام جو تقاضا بھرا خط شائع فرمایا ہے جس کے آخر میں یہ امید ظاہر کی گئی ہے کہ:۔

"میری یہ ضعیف آواز ارباب مقتدر تک پہنچ کر کامیاب ہوگی اور رعایا عامہ کا تعاون اسے حاصل ہوگا کہ ملک کی بیروزگاری اور بے سہارا زندگی جو نیم نازک کشی تک پہنچ گئی ہے ختم ہو۔"

اس زمانہ میں جبکہ ایک خانگی خادم کا دستیاب ہونا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے بیروزگاری کا راگ ذرا بے محل معلوم ہوتا ہے۔ اگر جنگ کے بعد یہ خط شائع ہوتا تو زیادہ برمحل ہوتا۔ فی الحال افراد زیر پرچم ایک کچے پھلا کا انتظار کر رہے ہیں۔

اتحاد المسلمین اطراف بلدہ نے ایک قرارداد میں بیان کیا ہے کہ:۔

"متواتر خبریں آ رہی ہیں کہ حیدرآباد کی کونسل میں دو اور وزراء کا اضافہ ہونے والا ہے جن میں ایک مسلم طبقہ سے ہوگا اور ایک ہندو۔ اس کے علاوہ اتحاد وقتی لیے جناب اکبر علی خاں صاحب کی سیاسی جماعت کے دوسرے بازو کی طرف سے ایک تحریک بھی پاس ہو رہی ہے جس کا مفہوم یہ تھا کہ بجائے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کے عام مسلمانان حیدرآباد سے کسی کا انتخاب ہونا چاہئے۔"

ایسی تحریک کب پاس ہوئی اتحاد المسلمین اطراف بلدہ ہی شاید جانتی ہو خود جماعت اتحاد مرکزی کو اس کی خبر نہیں۔ ہم سنا کرتے تھے کہ نیوز ایجنسیاں خبریں تراشتی ہیں لیکن آج یہ دیکھ رہے ہیں کہ پبلک ادارے بھی خبریں تراشنے لگے۔ اس دروغ بیانی میں کوئی مصلحت وقت ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

قرارداد محولہ بالا میں اتحاد المسلمین اطراف بلدہ نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ:۔

"مجلس عاملہ ضلع اطراف بلدہ اپنے پورے ایقان کے ساتھ اپنے سیاسی مسلک سے بے خبر بھی ہے کہ قائد ملت کا نام اس وقت پر جبکہ اتحاد المسلمین کی تنظیم ایک نازک دور سے گزر رہی ہے صدر اعظمی کے سلسلہ میں آئے۔"

اس کے بعد یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ:۔

"حکومت سے ہماری یہ خواہش ہے کہ وہ مسلمانوں کی واحد سیاسی تنظیم ہی کے منتخبہ نمائندہ کو بہ مشورہ صدر مجلس اتحاد المسلمین ایسی ذمہ دارانہ خدمت سپرد کرے۔"

ہم جانتے ہیں کہ وقت کا تقاضا کیا ہے مگر ہماری صرف یہ دعا ہے کہ خدا قائد ملت کو ان کے دوستوں سے بچائے۔

بمبئی کی ایک درس گاہ میں تقریر کرتے ہوئے سر رادھا کرشنن نے فرمایا کہ "بعض ایسے صفات ہیں جو انسان کو حیوان سے ممیز کرتے ہیں۔" سر رادھا کرشنن نے ان صفات کی تعیین نہیں کی۔ علمائے منطق نے انسان کی مختلف تعریفیں کی ہیں کسی نے کہا کہ "بے پر کا دو پایہ ہے" کسی نے کہا کہ "انسان ہنسنے والا حیوان ہے"۔ مروجہ تعریف یہ ہے کہ "انسان حیوان ناطق ہے"۔ ایک ماہر حیاتیات نے یہ تعریف کی ہے کہ "انسان ایک بے اندازہ حیوان ہے"۔

یونینسٹ پارٹی اور مسلم لیگ

پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے قوم پرست اخباروں نے یونینسٹ پارٹی آل انڈیا مسلم لیگ کی پارٹی کشمکش کے اہم اور ترقی پسند پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے لیگ کے خلاف یونینسٹ پارٹی کی حمایت کر کے ان اخبارات نے ترقی پسند ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو رجعت پرستی کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔ وہ خواہ مخواہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ یونینسٹ پارٹی کو ختم کر کے مسٹر جناح پنجاب میں فرقہ وارانہ جماعت کا راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یونینسٹ پارٹی مختلف فرقوں کے اتحاد کی نمائندگی کرتی ہے اور حتی الامکان غیر فرقہ وارانہ پالیسی اختیار کرتی ہے۔ ان دعووں کی پڑتال سے تلخ حقائق کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

یونینسٹ پارٹی دراصل نوکر شاہی کا آلہ کار ہے۔ یہ پارٹی عوام کے خلاف انتہائی رجعت پرست زمینداروں کا متحدہ محاذ ہے۔ یہ زمیندار لیگ کے اتنے ہی دشمن ہیں جتنے کانگریس کے۔ خواہ یہ اپنے آپ کو لیگی کہنے کے باوجود لیگ کے پلیٹ فارم سے بھاگتے ہیں اور لیگ کے فیصلوں کے خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں۔ نوکر شاہی چاہتی ہے کہ یونینسٹ پارٹی برسر اقتدار رہے تاکہ کانگریس اور لیگ دونوں کو ابھرنے سے روکا جا سکے اور کسی قومی یا ترقی پسند جماعت کو پنجاب میں برسر اقتدار آنے نہ دیا جائے۔ یونینسٹ پارٹی میں نام نہاد ہندو، سکھ، مسلم اتحاد دراصل نوکر شاہی کے ان پٹھوؤں کا اتحاد ہے جو عوامی جماعتوں کی مخالفت کرنا اپنا پیشہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور صوبے کے اختیارات کو عوامی جماعتوں کے ہاتھوں میں نہیں جانے دینا چاہتے۔

یہی لوگ ہیں جو قیمتوں کے کنٹرول کے خلاف ہیں۔ یہی ہیں جنہوں نے سرو جنی نائیڈو کی زبان بندی کی جنہوں نے کانگریسی ممبروں کو اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی۔ یہی لوگ نہایت بے حیائی سے مقدمے کی پیروی کرنے والے وکیلوں کو گرفتار کر کے پولیس کو دست درازی کا موقع دیتے ہیں۔ ان لوگوں کے استحکام اور حکومت کی طرفداری کوئی بھی محب وطن نہیں کر سکتا۔ صرف حکومت کے پٹھو اور لیگ کے دشمن ہی ان کے طرفدار ہو سکتے ہیں۔

مسٹر جناح نے یونینسٹ پارٹی کے اس فریب کے خلاف اسمبلی کے مسلم ممبروں کو بیدار کیا ہے تاکہ تمام لیگی ممبر ایک وطنی جماعت کی ڈسپلن میں آ جائیں اور صرف [illegible] اور چند زمینداروں کی خود غرضی کا خاتمہ ہو جائے۔ کوئی سیاسی جماعت اپنے ممبروں کو اس کی اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ کسی دوسری جماعت کے احکام پر عمل کریں اور نوکر شاہی کا آلہ کار بنیں۔

پنجاب کی وزارت کے نئے بحران کا بیان یہی ہے کہ لیگ کی بلا انتہائی کنٹرول کی تحریک کے باوجود وزارت سر خضر حیات خان کو گر ... مجبور کرم کو اس کی اجازت دیں کہ وہ کنٹرول کی مخالفت کریں اور کھلم کھلا منافع اندوزی کو تقویت پہنچائیں۔ لیگ سے کسی کو کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ لیگ ایک وطنی جماعت ہے۔ کانگریس، لیگ ہی سے اتحاد کر کے عوام کو اتنا بنا سکتی ہے کہ نوکر شاہی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس لئے اس جماعت کو مضبوط کرنے کی ہر کوشش وطنی فائدے کے لئے ہے اور اس سے عوام کو تقویت پہنچتی ہے۔ پنجاب میں اس کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب نوکر شاہی کے پنجوں سے آزاد ہو جائے گی اور ایسی مشترکہ وزارت کے امکانات پیدا ہوں گے جو رجعت پسند زمینداروں کے اتحاد سے نہیں بلکہ وطنی جماعتوں کے اتحاد سے بنے گی۔

پاکستان کے خلاف غیر مسلموں کے تعصب سے فائدہ اٹھا کر لیگ کے خلاف اکھنڈ ہندوستان کے نام پر جذبات مشتعل کئے جا رہے ہیں۔ سردار بلدیو سنگھ کھلم کھلا پاکستان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ سر چھوٹو رام یونینسٹ پارٹی کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ ہر ایماندار پنجابی کا یہ فرض ہے کہ وہ رجعت پسندوں کے قومی دشمن محاذ کو توڑنے میں لیگ کا ساتھ دے۔ ہر لیگی محب وطن کا فرض ہے کہ وہ یونینسٹ پارٹی توڑنے پر مجبور کرے۔ یہ نوکر شاہی کی شکست کا پیش خیمہ ہوگا۔

(قومی جنگ)

پارچہ کی صورت حال

حکومت ہند کی مجوزہ اسکیم

نئی دہلی۔ ۱۲ اپریل۔ حکومت ہند اس امر کو یقینی کرنے کے لئے ایک ہمہ گیر اسکیم پر غور کر رہی ہے کہ برطانوی ہندوستانی ریاست کو گرنیوں کی پیداوار پارچہ اور سوت کا معقول و مناسب حصہ مقررہ قیمتوں پر سے جن کا پارچہ اور سوت کنٹرول کے حکم سے تعین کیا گیا ہے۔ حکومت کا یہی منشا ہے کہ مراکز پیداوار سے برآمدات پر نگرانی رکھی جائے اور قلت والے رقبوں میں درآمدات کی تقسیم پر کنٹرول رکھے ہر قلت والا صوبہ یا ریاست معمولی سالوں کی اساس پر ایک بیان مرتب کرے گی کہ ہر مرکز پیداوار سے کس قدر پارچہ درآمد کیا جاتا تھا۔ جس کے بعد کمشنر پارچہ تمام دستیاب فاضل پیداوار پارچہ اور مقامی دستی پارچہ بافی کی پیداوار کے بموجب ہر رقبہ کو اقل ترین مقدار کی آزمائشی اعداد مرتب کریں گے۔ مرکزی حکومت اس اعداد کی اساس اور پارچہ کنٹرول بورڈ کے مشورہ سے قطعی اقل ترین مقدار کا تعین کرے گی جو ہر استعمال کرنے والے رقبہ ہر مرکز پیداوار سے حاصل کر سکتا ہے۔

(ا۔ پ)

غلہ کی کاشت کیجئے اور خوب نفع کمائیے

(۱)۔ یہ زمانہ کاشتکاروں سے دور رہنے یا بے نیاز رہنے کا نہیں ہے۔

(۲)۔ کاشتکار آپ کا محسن ہے کیونکہ خود محنت کر کے آپ کے لئے غلہ فراہم کرتا ہے۔

(۳)۔ درمیانی اشخاص کاشتکار کو اس کی محنت کا پورا صلہ ملنے نہیں دیتے۔ یہ لوگ ایک طرف کاشتکاروں سے نفع کماتے ہیں اور دوسری طرف عام خریداروں سے۔

(۴)۔ اگر آپ کاشتکار سے قریب تر ہو جائیں اس کے کاروبار میں شریک ہو کر لیں اور اس کا اچھا مشورہ دیا کریں تو کاشتکاروں اور عام خریداروں کے درمیان جو خلیج ہے وہ باقی نہ رہے گی۔

(۵)۔ کاشتکار سے کہئے کہ زمانہ غیر غذائی اجناس مثلاً کپاس، مونگ پھلی یا تمباکو کی کاشت کا نہیں ہے۔

(۶)۔ جنگ کے بعد غیر غذائی اجناس کی مانگ ہوگی۔ آج کل تو صرف غلہ کی مانگ ہے اور غلہ کی کاشت کرنے والوں کو سرکار سے ہر قسم کی رعایت اور سہولت مل رہی ہے۔

(۷)۔ کاشتکار کو مشورہ دیجئے کہ وہ غلہ کی کاشت کرے۔ اس نیک مشورہ کے لئے وہ آپ کا احسان مانے گا۔ غلہ کی کاشت آج کل سب سے زیادہ نفع دینے والی تجارت ہے۔

جامعہ عثمانیہ کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ

بعض طلبہ کے خلاف تادیبی کارروائی

(۱) جیسا کہ اس سے قبل بذریعہ اعلامیہ پبلک کو اطلاع دی جا چکی ہے کہ بارگاہ خسروی سے شرف صدور پائے ہوئے احکام کی بنا پر جامعہ عثمانیہ کے بعض امور کی نسبت تحقیقات کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔

معزز باب حکومت نے اس کمیٹی کے دائرہ تحقیقات کو حسب ذیل الفاظ میں تعین فرمایا تھا۔

"حالیہ واقعات کی روشنی میں جو علاقہ ریلوے اور جامعہ میں پیش آئے کمیٹی پوری تحقیقات مناسب رپورٹ اور تجاویز پیش کرے تاکہ ایسے واقعات کے آئندہ رونما ہونے کا امکان نہ رہے۔ اور کمیٹی نیز عام طور سے جامعہ میں خاطر خواہ تعلیمی و اخلاقی فضا قائم ہو، جس کے علاوہ اگر بعض تحقیقات کوئی شکایات دریافت ہوں جو محولہ بالا امور سے متعلق ہوں تو ان کا انسداد بھی ہو سکے۔"

کمیٹی کو منجانب سرکار بغرض شہادت کسی شخص یا دستاویز کو طلب کرنے کا عدالتی اختیار بھی عطا فرمایا گیا تھا۔

مذکورہ کمیٹی نے تفصیلی تحقیقات کے بعد اپنی مکمل رپورٹ پیش کر دی ہے جس میں کہ بالا دائرہ تحقیقات کے اندر قیام ضبط، اصلاح انتظام اور تنظیم جدید سے متعلق نیز بعض تحقیقات جو شکایات دریافت ہوئی ہیں ان کی نسبت مختلف اہم سفارشات درج ہیں اور وہ اس وقت حکومت سرکار عالی کے زیر غور ہیں۔

مندرجہ بالا دائرہ تحقیقات کے ماسوا خاص طلباء کو سزا دینے کے خاص مسئلہ سے متعلق کمیٹی سے اس امر کی خواہش کی گئی تھی کہ دوران تحقیقات میں اسے اس مسئلہ کی نسبت جو معلومات حاصل ہوں وہ ان کی روشنی میں علیحدہ اپنی رائے جلد اعلیٰ کو بھیجے۔ قبل اس کے کہ اس جزو کی نسبت کمیٹی کی رائے کا تذکرہ کیا جائے مختصراً ان واقعات کا بیان ضروری ہے جو حال میں علاقہ ریلوے اور طلبائے جامعہ میں پیش آئے۔

(۲) [illegible] مطابق [illegible] کو جامعہ کے ایک طالب علم رام چندر نامی کو جس نے اپنا غلط نام بتلایا تھا چیکوڑہ اسٹیشن پر ریلوے کا ایک [illegible] استعمال کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا دوسرے دن [illegible] بتایا جاتا ہے کہ جامعہ کے بعض طلبہ نے جو اسی ٹرین سے سفر کر رہے تھے رام چندر کو جبراً حراست سے چھڑا کر ایک جلوس کی شکل میں اس کو ساتھ لئے ہوئے جامعہ پہنچے، جہاں باوجود ارباب مقتدر کی تفہیم کے طلباء نے مظاہرے کئے اور ان میں سے بعض نے ارباب جامعہ کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ اور بعد میں مختلف کالجوں میں ہڑتال کرانے کی کوشش کی گئی اور جلوس نکالے گئے۔ رام چندر کو نہ صرف حراست جائز سے چھڑایا گیا تھا بلکہ ایک دن تک پولیس کے حوالے بھی نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں رام چندر نے اپنے آپ کو ارباب جامعہ کے حوالے کیا اور عدالت میں پیش کئے جانے پر اسے ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ بعد دریافت رام چندر کے خلاف ارباب جامعہ کے پاس کافی مواد پایا گیا اور چونکہ نمایندگان طلبہ نے جامعہ کی سزا کو عدالتی سزا پر ترجیح دی اس لئے جامعہ نے اپنی جانب سے ایک سال کے لئے خارج کر دیا۔ اس سزا کے مد نظر جس کی اطلاع بوقت سماعت مقدمہ سکندرآباد کے مجسٹریٹ کو دی گئی عدالت نے مزید تعزیری سزا کو غیر ضروری تصور فرما کر رام چندر کو تنبیہ کر کے رہا کر دیا۔

(۳) دوسرے خاطی طلبہ کے مسئلہ کے متعلق بعد تحقیق کمیٹی نے جو متفقہ رائے دی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

کمیٹی کی رائے

"ان واقعات کی بنا پر یہ مناسب ہے کہ سرگروہ ملزمین کو جن پر جرائم کا بھی دخل ہے کوئی سزا دی جائے۔

سزاؤں کا مسئلہ نہایت اہمیت رکھتا ہے چنانچہ کمیٹی نے اس معاملہ میں خاص طور پر اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو کی ہے۔ کمیٹی کے روبرو دو متضاد خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایک خیال تو یہ ہے کہ طلبہ کے ساتھ سختی کرنے سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوگا دوسرا خیال جس میں اکثریت ہے یہ ہے کہ پچھلی رعایتوں کی وجہ سے طلبہ کی حالت دن بدن اس قدر خراب ہو رہی ہے کہ اس نوبت پر بھی اگر کوئی سختی نہ کی جائے تو طلبہ سے آئندہ ایسی حرکات سرزد ہوں گی جو نہایت ہی خطرناک ثابت ہوں گی۔ اکثر گواہ اس امر پر متفق ہیں کہ سر [illegible] ہماری کمیٹی کی رپورٹ کے بعد طلبہ کو سزا نہ دینے کا اثر بہت برا پڑا۔ بعض اساتذہ نے اپنے بیان میں اصرار کے ساتھ یہ ظاہر کیا ہے کہ اس وقت اگر کوئی سخت سزا دی جائے تو اس کا اثر جامعہ کے حق میں برا ہوگا اور ڈسپلن قائم نہیں رکھا جا سکے گا۔ اس لئے کمیٹی کی رائے میں سزا کا مسئلہ نہایت نازک ہے۔ طلبہ کو اصل سزا نہ دینا یا سخت سزا دینا یہ دونوں تجاویز انتہائی ہوں گی۔ اس لئے ایک درمیانی شکل اختیار کی جانی چاہئے جس سے سزا کا مقصد پورا ہو۔ خاطی طلبہ کو اپنی غلطی کی [illegible] ہو اور وہ اصلاح کی طرف مائل ہوں۔ اس سے دوسرے طلبہ کو نصیحت ہو اور وہ ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں۔

حالیہ واقعات کے اظہار میں تفصیلی طور پر بتلایا گیا ہے کہ کن کن لڑکوں نے اس میں نمایاں حصہ لے کر کس طرح سازش کی۔ ایک اتفاقی واقعہ کو عمداً اشتعال انگیز طریقہ پر ظاہر کر کے دوسرے طلبہ کو گمراہ کیا اور اس واقعہ کا سہارا لے کر اپنے جائز و ناجائز دیرینہ غبار کو نکالا اور نہ صرف ارباب جامعہ کی توہین کی بلکہ دیگر تعلیمی اداروں میں [illegible] پیدا کر کے ان کی تعلیم میں بلا وجہ حارج ہوئے۔

بعض طلبہ کے یہ افعال جو وہ [illegible] سے کرتے رہے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ ان کو کسی طرح نظر انداز کیا جا سکے۔ ان افعال سے ان کی غیر ذمہ دارانہ ذہنیت کا پتہ چلتا ہے اور یقیناً وہ کسی طرح طالب علموں کا معصوم شغل قرار نہیں دئے جا سکتے [illegible] سے ثابت ہے کہ۔

(۱) سید شاہ صبیح الدین متعلم سال چہارم [illegible] ابتداء سے حراست سے چھڑائے ہوئے طالب علم رام چندر کے ساتھ رہا ہے۔ ہر موقع پر اور ہر کارروائی میں رنگ لیڈر کی حیثیت سے نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ [illegible] کے خلاف تقریر کی طلبہ کو اکسایا اور اشتعال انگیز تقریریں کیں گرفتار شدہ طالب علم کو حوالہ کرنے کے خیالات طلبہ میں پیدا کئے۔ طلبہ کو کلاس [illegible] کے وقت باہر آنے کے لئے اپنے حامیوں کے ساتھ کارروائی کی۔ وائس چانسلر صاحب کی تقریر پر بے اعتمادی کا اظہار کیا۔ [illegible] صاحب کی تقریر کے بعد نامناسب تقریر کی اور آج تک بھی اپنے افعال پر انھوں نے ندامت کا اظہار نہیں کیا ان کی موجودہ ذہنیت جامعہ کے نظم و نسق کے قیام کے لئے نہایت مضر و خطرناک ہے۔

(۲) سید اظہر حسین متعلم ایل ایل بی (آخری) ریلوے اسٹیشن کا ہنگامہ کے واقعہ کے بعد سے جو واقعات ہوئے ان تمام میں سید شاہ صبیح الدین کے بعد [illegible] اس طرح صبیح الدین کے ساتھ مل کر طلبہ کو اکسانے اور اشتعال دلانے میں ہر موقع پر ان کے شریک رہے۔ ان کی ذہنیت بھی سید شاہ صبیح الدین کی ذہنیت سے کسی طرح مختلف نہیں ہے۔

(۳) غلام محبوب انصاری ولد غلام دستگیر صاحب متعلم سال چہارم ابتدائی واقعہ کے وقت اسٹیشن کاچی گوڑہ پر موجود تھے۔ اگرچہ انھوں نے اپنے افعال پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے لیکن [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے گرفتار شدہ لڑکے کو چھڑانے اور دوسرے مجرمانہ افعال میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور واقعات کو عمداً چھپایا ہے۔

(۴) عبدالعزیز قریشی متعلم سال چہارم بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ رام چندر کو چھڑانے اور [illegible] کئے جانے میں ان کا بھی نمایاں حصہ رہا ہے۔

ان چاروں طلبہ کے متعلق کمیٹی کی متفقہ رائے ہے کہ ان سب کو ایک سال کے لئے [illegible] کیا جائے بلکہ سید شاہ صبیح الدین کے افعال اس قسم کے ہیں کہ ان کو جامعہ [illegible]

ہمیشہ کے لئے خارج کیا جاتا تو نامناسب نہ ہوتا لیکن کمیٹی نے بعض حالات کا لحاظ کرکے اس خیال سے ان کے لئے بھی صرف ایک سال کے رسٹی کیشن کی سزا تجویز کی ہے کہ ان کو اس مدت میں اپنی اصلاح کا موقع ملے اور ان کی ذہنیت مفید طور پر بدل سکے۔

ان چاروں کے علاوہ حسب ذیل تین اور طلباء کے افعال بھی قابل اعتراض پائے گئے۔

(۱) احمد خان متعلم ایم اے سال آخری (معاشیات) نے اشتعال انگیز تقریریں کیں اور مذکورہ صدر طلباء کے شریک کار رہے مگر انھوں نے زیادہ نمایاں حصہ نہیں لیا ہے۔ ان کے لئے کمیٹی کی یہ تجویز ہے کہ ان کو ایک موقع دیا جائے کہ اگر وہ غیر مشروط طریقہ پر اپنی ندامت کا اظہار کریں اور آئندہ سے اس قسم کی شورش میں حصہ نہ لینے کا تحریری اقرار کریں تو ان کو معاف کر دیا جائے ورنہ ان کو آئندہ تعلیمی سال کے آغاز (شہریور ۱۳۵۶ف) تک رسٹی کیٹ کیا جائے۔

(۲) اون کار پرشاد متعلم بی ایس سی (اول) بوقت واقعہ موجود نہ تھے مگر بعد ازاں مذکورہ طلباء کے ساتھ شریک کار رہے اور انھوں نے اپنے بیان میں جو بتایا ہے [illegible] کمیٹی نے قلمبند کیا ہے ایک حد تک طلباء کے عمل کو برا خیال کیا ہے اور اپنی جانب سے کسی قدر ندامت کا اظہار کیا ہے اس لئے ان کی نسبت بھی ہماری یہ رائے ہے کہ ان کو بھی ایک موقع دیا جائے اگر وہ غیر مشروط طریقہ پر اپنی ندامت کا اظہار کریں تو ان کو معاف کر دیا جائے ورنہ ان کو آئندہ سال تعلیمی کے آغاز (شہریور ۱۳۵۶ف) تک رسٹی کیٹ کیا جائے۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل وضاحت ہے کہ اگرچہ اون کار پرشاد اون نمائندگان طلباء میں شامل تھے جن کے افعال کی بنا پر ہم نے رسٹی کیشن کی قطعی رائے دی ہے مگر فرق یہ ہے کہ اون کار پرشاد نے ایک حد تک اپنی غلطی کو قبول کرکے ندامت کا اظہار کیا ہے اور ان کے دیگر ساتھیوں میں سے بعض نے صاف سوالات پر ندامت کے اظہار یا معافی کی جانب مائل ہونے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور بعض کی غلط ذہنیت اس طرح نمایاں تھی کہ ان سے اس قسم کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی تھی اس لئے سوالات کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔

(۳) خواجہ غلام محمد متعلم ایل ایل بی (ابتدائی) گو یہ اسٹیشن پر موجود نہ تھے لیکن بعد میں انھوں نے نمایاں حصہ لیا اور دوسری شہادت سے ان کے ناجائز افعال کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ اور اون کے بیان سے وہ شورش پسند طلباء کے ہم خیال ظاہر ہوتے ہیں۔ بدیں حالات ہم اون کے لئے بھی وہی سزا تجویز کرتے ہیں جو احمد خان اور اون کار پرشاد کے لئے کی ہے۔ یعنی یہ کہ اگر وہ غیر مشروط طریقہ پر اپنی ندامت کا اظہار کریں اور آئندہ سے اس قسم کی شورش میں حصہ نہ لینے کا تحریری اقرار کریں تو ان کو معاف کر دیا جائے ورنہ ان کو بھی آئندہ تعلیمی سال کے آغاز (شہریور ۱۳۵۶ف) تک رسٹی کیٹ کیا جائے۔

ان طلباء پر اس امر کا پورے طور پر واضح کر دینا ضروری ہے کہ اگر ان کی جانب سے جامعہ سے متعلق کوئی کوشش بیجا مظاہروں کے لئے کی گئی یا ان میں ان کا کوئی حصہ ظاہر ہوا تو اس رسٹی کیشن کی مدت میں اضافہ کیا جائے گا اور ان حالات میں یہ غیر اغلب نہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ کے لئے جامعہ سے خارج کر دئے جائیں اور دیگر طلباء پر بھی اس سلسلہ میں یہ ظاہر کر دیا جائے کہ اگر وہ کسی بیجا مظاہروں میں شریک ہوں یا ان طلباء کے ساتھ جو جامعہ اور حکومت کی نظر میں خطاوار ہیں کسی ہمدردی کا اظہار کریں تو وہ بھی اون کے شریک تصور کئے جائیں گے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

بعض طلباء کی بے راہ روی کی وجہ سے ان کے افعال کو غنڈہ پن سے موسوم کیا گیا ہے جس کا حوالہ مثل میں موجود ہے جو ہماری رائے میں جامعہ پر نہایت ہی بدنما دھبہ ہے لیکن اس تحقیقات کے سلسلہ میں اون کے متعلق کافی مواد نہ ہونے کی وجہ سے ہم کوئی خاص تجویز اون کے تدارک کے لئے پیش نہیں کر سکتے البتہ ارباب متعلقہ کا فرض ہوگا کہ ان کو تاکید کریں اور ان پر خاص طور پر نگرانی رکھیں اگر یہ اصلاح کی طرف مائل نظر نہ آئیں تو ان کا بروقت تدارک کریں۔

ہم کو یہ تسلیم ہے کہ طلباء کی جائز شکایات شخصی حیثیت سے یا اپنی جماعت کی حد تک باضابطہ طریقہ پر پیش ہو سکتی ہیں اور ان کا یہ فعل قطعاً قابل اعتراض اور لائق گرفت نہیں ہے مگر دیگر طلباء کو اپنے ساتھ شریک کرنے کی کوشش کرنا اور شہر میں گشت لگا کر دوسرے کالجوں کی تعلیم میں خلل انداز ہونا یہ مفسدانہ عمل ہے اس لئے اسٹرائک منظم ہڑتال کی سزا سخت مقرر کی جانی چاہئے اور جب ایک کالج کے طلباء دوسرے کالجوں میں جا کر طلباء کو ہڑتال کرنے پر مجبور کریں تو ان کو سختی سے سخت سزا دی جائے۔

خاطی طلباء کی مجوزہ سزا کے بارے اس امر کی توضیح ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ان میں طلباء کے (۳) نمائندے بھی شریک رہے جن کے متعلق معلوم ہوا کہ وائس چانسلر صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ جو نمائندے بھی کر لڑکوں کی شکایات اور اون کے مطالبات کا اظہار کریں تو انھیں قابل مواخذہ و قصوروار نہیں کیا جائے گا۔ کمیٹی نے اس کا لحاظ کر لیا ہے ان کے لئے جو سزا تجویز کی ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ انھوں نے طلباء کی شکایات کو پیش کرنے میں نمائندگی کی بلکہ ان سے واقعہ کے وقت اور واقعہ کے بعد جو مفسدانہ افعال سرزد ہوئے اون کی پاداش میں یہ سزا تجویز ہوئی ہے۔ [illegible] ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ ان سے جو خلاف ضابطہ و قانون افعال سرزد ہوئے ہوں اون سے بھی درگزر کیا جائے۔

کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ اس نوبت پر مذکورہ بالا طلباء کے خلاف حکم دینے سے دیگر طلباء اسٹرائک کریں یا اور کسی قسم کے مظاہرے کریں تو بجائے رعایت و اتفاق حکام متعلقہ کو فوراً ایسی کارروائی کرنی چاہئے کہ جس سے اون کا سدباب ہو۔ آئندہ ہڑتالوں اور مظاہروں میں شریک ہونے والے طلباء کو اس وقت تک جامعہ میں شریک نہ کیا جائے جب تک کہ ان کی طرف سے قابل اطمینان طریقہ پر تحریری معافی نامہ پیش نہ ہو۔ اس عمل سے کمیٹی کو اس کا یقین ہے کہ آئندہ ایسے ناخوشگوار واقعات کے رونما ہونے کا امکان نہ رہے گا۔

اس سلسلہ میں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ سزا تجویز کرنے میں ہم نے حسب ذیل امور کا بھی لحاظ رکھا ہے۔

اولاً یہ کہ گو چند طالب علم کو حراست میں لئے اور مقدمہ چلانے تک پولیس اور عدالت کو سپرد کرنے کے متعلق جن لوگوں نے عمل کیا ہے ان سب کے نام ہم کو معلوم نہ ہو سکے لیکن چونکہ قانوناً ہر شریک جرم کو اصل مرتکب جرم کے مساوی سزا دی جا سکتی ہے اور دی جانی چاہئے اس لئے باوجود اس کے کہ ہم مرتکبین جرم کے نام معلوم نہ کر سکے صرف ان طلباء کو جن کے ہم یقینی طور پر بحیثیت شریک جرم کے ہم کو معلوم ہو سکے ہیں ایسی سزا تجویز کی ہے جو قواعد یونیورسٹی کے لحاظ سے دی جانی مناسب ہے۔

ثانیاً یہ کہ اگر یونیورسٹی کے ضابطہ کے مطابق ان کو سزا نہ دی جائے اور معافی کی طرف خیال مائل ہو جیسا کہ بعض بہی خواہ و ہمدرد دلانے کہ کہ اس قدر عرصہ کے بعد سزا مناسب نہ ہوگی ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ان طلباء کو [illegible] سزا سے بچا دیا گیا تو یہ اندیشہ ہے کہ تحریکات کے مطابق ان پر مقدمہ چلایا جائے [illegible] معین مدت میں کافی [illegible] امکان موجود ہے کہ وہ عدالت سے سزایاب ہو جائیں جو یونیورسٹی کے لئے سخت بدنامی کا باعث اور حکومت کے لئے ناپسندیدہ پیچیدگی ہوگی۔

کمیٹی کی مندرجہ بالا رائے اجلاس میں [illegible] متفقہ [illegible] ہوئی ہے [illegible] ایک رکن [illegible] کی سزا کی تخفیف سے اختلاف تھا اور جو سات طلباء کو اخراج کی سزا دینے کے موافق تھے مگر بعد کو انھوں نے بھی اتفاق کیا۔

(۲) [illegible] کے واقعات کے متعلق حسب ہدایت تحقیقاتی کمیٹی مندرجہ ذیل طلباء کو ایک سال کے لئے رسٹی کیٹ کیا جائے۔

(۱) سید شاہ شفیع الدین متعلم سال چہارم
(۲) سید انور حسین متعلم ایل ایل بی (آخری)
(۳) غلام محبوب [illegible] متعلم سال چہارم
(۴) عبد العزیز قریشی متعلم سال چہارم

لیکن اگر آئندہ [illegible] سال [illegible] کے امتحانات جامعہ میں شریک [illegible] قبول کی [illegible]

طلبائے قدیم جاگیردار کالج کی اپیل

معدلت گستر، ومعززاراکین طبقہ جاگیرداران

اعلیٰحضرت بندگان عالی مدظلہ العالی نے بمرحم خسروانہ بذریعہ فرمان مبارک مورخہ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ جاگیردار کالج کے قیام کا حکم صادر فرمایا۔ اس فرمان معدلت نشان میں یہ حکم دیا گیا کہ جاگیرات و مستاجرات کی خام آمدنی سے ۵٫۰۰ روپیہ فیصد رقم حاصل کرکے اس کالج کے اخراجات کی تکمیل کی جائے۔ اگر اس میں اضافہ ہو تو منظوری کی اقدس سے واقعی حاصل کی جائے۔ یہ امر اظہر من الشمس نہیں کہ طبقے کے حالات کے مدنظر یہ حکم قضا شیم کس قدر دوربینی اور بصیرت شاہانہ پر مبنی ہے اور بفضل خدا باقبال شاہانہ اس کالج کے قیام سے طبقہ جاگیرداران کو جو ان گنت فوائد ہوئے ہیں اور جس سے طبقہ جاگیردار کے نونہالان کی جو تعلیم و تربیت ہوئی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس فرمان مبارک کے بعد بعض خاص وجوہ سے (۵) پانچ ہزار اور اس سے کم کے جاگیرداروں کو ادائی چندہ سے خارج کیا گیا۔ اور بڑی حد تک ان کی اولاد کو بھی تعلیم سے محروم کیا گیا اور بڑے جاگیرداروں سے بھی انتہائی مقدار رقم کو محصلہ میکس اور خاص حالات میں اعظم (۱۰) دس ہزار تک محدود کیا گیا۔ مجلس جاگیرداران نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کے متعلق توجہ دلائی ہے کہ ابتدائی فرمان مبارک ہی کے تحت عمل ہونا طبقہ اور ملک کے لئے بہتری اور فلاح اور بہبود کا ضامن ہے تقریباً (۲۲) سال کے عرصہ میں جاگیردار کالج سے تعلیم پاکر جو مختلف شعبوں میں فرزندان جاگیرداروں نے امتیاز حاصل کیا ہے وہ ان خبر ستوں سے واضح ہوسکتا ہے جن میں جاگیردار کالج کے طلباء مثلاً سول سروس فوج اور دیگر ذمہ دار خدمات پر مامور ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ طبقہ کی اصلاح اور ملک و مالک کے خدمت گذاری کے بھی جو خدمات نمایاں نظر آتے ہیں ان سب کا جواز کی حد تک جاگیردار کالج کا بڑا حصہ ہے۔ چونکہ طبقہ کا ایک جلسہ عام کیا جارہا ہے اس لئے ہم اس کی شدید ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ اس جلسہ کی جانب سے جو معروضہ ملازمان اقدس تک پیش کیا جائے اس میں جاگیردار کالج کے قیام کے متعلق جو حکم ہوا تھا اس پر بحالی و بے انتہا تشکر کریں۔ اور یہ معروضہ کریں کہ جن بنیادوں پر کالج اس وقت قائم ہے ان کو اور زیادہ مستحکم کیا جائے اور بلحاظ حالات زمانہ اس کے مالیہ کو اور زیادہ مستحکم بنایا جائے۔ ہماری طبقہ سے یہ استدعا ہے کہ جاگیردار کالج کے متعلق تحریک بالا کو منظور فرماتے ہوئے معروضہ میں اس کے اندراج کے متعلق تصفیہ فرمادیں تاکہ جاگیرداران کی آئندہ آنے والی نسلیں اس کالج سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں اور نظام ملکت میں فارغ التحصیل طلباء جاگیردار کالج کو موقع عطا فرمایا جائے کہ وہ اپنے ملک اور مالک کی بیش خدمت گذاری کا خود کو اہل ثابت کریں۔

(منجانب طلباء قدیم جاگیردار کالج)

قرارداد جلسہ عام جاگیرداران

جلسہ عام طبقہ جاگیرداران منعقدہ ۱۳ امرداد ی بہشت ۱۳۵۳ف میں طلباء قدیم جاگیردار کالج کی اپیل متعلقہ استحکام جاگیردار کالج و دیگر امور مندرجہ اپیل پر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر صدر جلسہ نے بہمدردانہ غور فرماتے ہوئے ہمارے خیالات وجذبات کا لحاظ فرماکر حسب ذیل قرارداد اپنی جانب سے پیش فرمایا جس کو جلسہ عام نے منظور فرمایا۔

قرارداد

"طلباء قدیم جاگیر کالج کی اپیل اس جلسہ میں بحیثیت صدر دی گئی ہے جاگیر کالج کے متعلق میں اور میرے شرکاء اس کمیٹی میں جو آج منتخب ہو رہی ہے پوری توجہ سے غور کریں گے اور جاگیردار کالج کے تعلیم یافتہ افراد کے خیالات وجذبات کا پورا احترام کریں گے۔ اور تعلیمی کمیٹی میں جو لازماً بنیگی اس اپیل سے ہمدردی ہے۔"

اس خصوص میں جلسہ انتظامی انجمن طلباء قدیم جاگیردار کالج منعقدہ ۲۹ امرداد ی بہشت ۱۳۵۳ف اظہار تشکر کرتا ہے کہ نواب صاحب صدر محترم و شرکاء نے ہماری اپیل کو قابل توجہ قرار دے کر ہمارے خیالات وجذبات کا لحاظ فرماتے ہوئے اعانت کا وعدہ فرمایا۔

(صدر انجمن طلبائے قدیم جاگیردار کالج)

جامعہ عثمانیہ کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

کے لئے کافی متصور کی جائے گی۔

اور مندرجہ ذیل طلباء اگر ۹ مہر دی ۱۳۵۳ف اور اس کے بعد کے واقعات کے متعلق غیر مشروط طریقہ پر اپنی ندامت کا اظہار کریں اور آئندہ سے اس قسم کا شورشوں میں حصہ نہ لینے کا تحریری اقرار کریں تو انہیں معاف کردیا جائے اور ان کو آئندہ تعلیمی سال کے آغاز یعنی شہریور ۱۳۵۳ف تک رسٹی کیٹ کیا جائے۔

(۱) احمد خان متعلم ایم اے سال آخری
(۲) افتخار پرشاد متعلم بی ایس سی سال سوم
(۳) خواجہ غلام احمد متعلم ال ال بی (ابتدائی)

یہ بھی طے پایا کہ ان قراردادوں پر فوراً عمل کیا جائے اگر دو سیکشن طلباء کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں یا امتحانات میں شرکت نہ ہوں تو ان کے ساتھ سختی سے کارروائی کی جائے اور امتحانات سے اگر وہ غیر حاضر ہوجائیں تو ان کی خاطر کوئی دوسرا امتحان نہ لیا جائے۔ (دکھیو مجھے)

مزدوروں کے لئے ایک آئینی مشاورتی مجلس کا قیام

اصلاحات کے عملی نفاذ کے سلسلہ میں محکمہ مالیات تعلیمات صحت عامہ، ترقی صنعت تجارت، زراعت، امور مذہبی اور امور سلطنت اور اوقاف ہنود کی مشاورتی مجلس قائم ہوچکی ہیں۔ جن کے مشوروں سے حکومت سرکار عالی مستفید ہورہی ہے ان مشوروں کی حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی پالیسی قرارداد اور دوسرے اہم امور میں حکومت کو عوام کا اشتراک عمل موثر طریقہ پر حاصل ہوچکا ہے۔

ملکی مصنوعات کی گزشتہ نمائش کے موقعہ پر حضرت بندگان اقدس نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

"سرمایہ داروں اور مزدوروں کو معلوم ہو جائے کہ صنعتی ہنر کی ترقی سرمایہ کے استعمال اور مزدوروں کی خوشحالی میری خاطر نگرانی اور ہمدردی کے مرکز ہیں۔ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی خوشحالی کا مجھے خاص طور پر خیال ہے۔"

حضرت بندگان عالی کے اس گرانقدر ارشاد نے مزدوروں کے مفاد کی حفاظت کے لئے حکومت کی رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مختلف تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں۔ فی الوقت یہ طے کیا گیا ہے کہ اس مفاد کی حفاظت کے لئے بھی ایک مشاورتی مجلس قائم کی جائے جس میں سرمایہ داروں اور مزدوروں کی مساوی طور پر نمائندگی ہو۔ چنانچہ بذریعہ فرمان مبارک مورخہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۶۲ھ یہ مجلس سے متعلقہ قواعد کی منظوری عطا فرمائی گئی ہے۔ اور وہ جریدہ غیر معمولی مورخہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۶۲ھ میں شائع کردئے گئے ہیں۔

اس مجلس کے کم سے کم دس اور زیادہ سے زیادہ بیس ارکان ہوں گے۔ ارکان کی نصف تعداد سرکاری عہدہ داروں پر مشتمل ہوگی۔ اور باقی نصف میں سرمایہ داروں اور مزدوروں کے مفادات کے نمائندے مساوی تعداد میں شریک ہوں گے۔ ناظم و معتمد صنعت و حرفت سے متعلق سب کمیٹی اور معزز معتمد انصرام بہادر صنعت و حرفت اس کے صدر ہوں گے۔ ان خصوصیات کی بنا پر یہ مجلس عصری رجحانات کے اعتبار سے ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہوگی۔ نمائندگی کے موصول ہوتے ہی مناسب اور سررشتہ متعلقہ کے عہدہ داروں نے اشتراک عمل کے ذریعہ مزدوروں کو اپنے معاملات میں حکومت کی پالیسی کی قرارداد میں مدد دے سکے گا۔ مجلس کی تشکیل کے سلسلہ میں ابتدائی کارروائیاں عمل ہوچکی ہیں اور امید ہے کہ بہت جلد یہ مجلس کام کرنے لگے گی۔

(محکمہ اطلاعات)

چین کی سیاسی تحریکات

(بہ سلسلہ صفحہ ۹)

جنگ رواداری سے ۔۔۔ رجعت پسندی اور جاگیردارانہ ذہنیت رکھنے والے ممبر حکومت سے الگ کر دیئے گئے ہیں۔ ابھی تک چین کا نظام واقعی جمہوری نہیں ہے۔ پھر بھی چین کی پیچیدہ حالت کو دیکھتے ہوئے غالباً یہی ایک ایسا نظام حکومت ہے جو موجودہ حالات میں چلایا جا سکتا ہے۔ اس نظام میں اختلافات کے باوجود کم سے کم خانہ جنگی کے امکانات اور آئندہ ترقی کے کافی مواقع دکھائی دیتے ہیں۔ مارشل چیانگ کائی شیک اس اتحاد کو بڑی خوبی اور قابلیت سے قائم رکھے ہوئے ہیں۔

سماجی اور اقتصادی زندگی میں جو ترقی ہوئی اس کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس ترقی کا ایک حیرت انگیز رخ کر رہی (۔۔۔) کی پالیسی میں اصلاح ہوئی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں مختلف سکے رائج تھے اور مختلف قسم کے کاغذ کے نوٹ چلتے تھے۔ تھوڑے دنوں کے اندر اندر ایک عام سکہ چین میں رائج کر دیا گیا جو خانہ جنگی اور جاپانی حملے کے باوجود آج تک قائم ہے۔

چین کی قومی زبان (۔۔۔) اب عام طور سے تمام اسکولوں میں سکھائی جاتی ہے اور اب مختلف صوبوں میں بسنے والے چینیوں کے لئے ایک قومی زبان میں ایک دوسرے سے بات چیت کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ عام فائدے کے لئے بہت سے اضلاع میں مرکزوں کا ایک سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ مرکز بچوں اور بالغوں کو مفت تعلیم دیتے ہیں۔ طبی امداد کرتے ہیں۔ کسانوں اچھے بیج تقسیم کرتے ہیں۔ اور زراعت کے بہتر طریقے بتاتے ہیں۔

تعلیم یافتہ ٹیکنیکل کاموں کے جاننے والوں کی کمی کے سبب سے تعمیر اور تنظیم کے کاموں میں جو دشواریاں پیش آتی تھیں ان پر قابو پانے کے لئے یونیورسٹیوں اور ہائی اسکولوں میں صنعتی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ قومی تعمیر کے خیال سے تعلیم چینی زندگی کے ہر شعبہ میں بہت بڑھ گئی ہے۔

چین کی موجودہ کامیابیوں میں عورتوں کی آزادی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ تعلیمی اور سماجی کاموں میں وہ نمایاں حصہ لے رہی ہیں۔ عورتوں کی یہ آزادی چین کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں بہت بڑا حصہ رکھتی ہے۔

تعمیر اور تنظیم کا یہ لمبا چوڑا پروگرام اور آئین کا وہ مظاہرہ جو جمہوریت (۔۔۔) کے واقعہ کی صورت میں نتیجہ پذیر ہوا انہیں باتوں نے جاپان کے خلاف اتنے طویل عرصہ تک مقابلہ کی طاقت پیدا کی ہے۔ کسی حد تک یہی چیز اس جنگ کا سبب بھی ہے۔ جاپانیوں نے ہمیشہ حالات کو اس نقطہ نظر سے دیکھا ہے کہ مضبوط اور متحد چین کے معنی ہیں ایک کمزور جاپان۔ اسی لئے جاپان نے چینی تعمیر اور اتحاد کی کامیابی سے خوفزدہ ہو کر ایک فیصلہ کن لڑائی چھیڑ دی کہ کہیں چین بہت زیادہ مضبوط نہ ہو جائے۔

جاپانی حملے کی وجہ سے یہ تحریکیں رک نہیں گئیں۔ اور ان کی کامیابیوں کے سبب سے چین میں آزادی کی تحریک مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔

کریمیا میں روسیوں کی تیز ترقی

محصور سپاہ کے ۲۶ ہزار جرمن قتل کر دیئے گئے

ماسکو۔ ۱۳ اپریل۔ کریمیا میں شمال اور مشرق کی طرف سے روسی دستے جو دھاوا کر رہے تھے انہوں نے پچھلے ۲۴ گھنٹوں کے اندر تیز ترقی کر لی ہے۔ مشرق میں انہوں نے جزیرہ نما کرچ کو پوری طرح صاف کر لیا ہے اور متعدد قصبے اور گاؤں فتح کر لئے ہیں جن میں ایک ایسا ریلوے جنکشن بھی شامل ہے جو کرچ سے تیس میل مغرب میں واقع ہے۔ تین ہزار جرمن اور مارے گئے اور دو ہزار مزید گرفتار کر لئے گئے۔ جزیرہ نما کریمیا کے شمال میں دوسرے روسی دستے جرمنوں کی مستحکم قلعہ بندیوں میں گھس گئے اور جنوب کی طرف بڑھ کر کریمیا کے دارالحکومت سمفروپول کے اہم بحری مرکز سے ۴۰ میل کے اندر پہنچ گئے۔ روس کے آدھی رات کے اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ جرمن پوری طرح پسپا ہو رہے ہیں اور جان و مال کا شدید نقصان اٹھا رہے ہیں۔ محاذ جنگ کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ شمال اور مشرق سے بڑھنے والی روسی فوجیں اب کریمیا کے وسط میں مسلح زمین پر پیش قدمی جاری رکھی ہیں۔ اور جزیرہ نما کو دشمن سے خالی کرا لینے کے لئے جو دن پہلے جتنی مدت کا اندازہ تھا ممکن ہے کہ اب اس سے بہت کم مدت میں اسے خالی کرا لیا جائے۔

دوسرے روسی دستوں نے دریائے ڈنیسٹر کے اوپری حصے کے مشرقی کنارے کے شہر تارناپول پر ایک زبردست حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ تارناپول لووو سے بسرابیا کی راجدھانی کو جانے والی ریلوے لائن پر واقع ہے اور اس منطقہ میں جرمنوں کے آخری مورچوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ رومانیہ کے اندر روسیوں نے کارپیتھیا کی مشرقی پہاڑیوں میں متعدد قصبے اور گاؤں فتح کر لئے ہیں۔ اس کا دائرہ کے گھیرے ہوئے رقبے میں جو جرمن ڈویژن تھے ان میں سے اب صرف دس ہزار آدمی اور ۔۔۔ قابل رہ گئے ہیں۔ یکم اپریل سے ۱۳ اپریل تک کے عرصہ میں اس علاقے کے مغرب میں گھری ہوئی جرمن سپاہ کو بہت زبردست نقصانات پہنچے۔ اس کے کوئی ۲۶ ہزار سے زیادہ آدمی قتل کر دیئے گئے اور تقریباً ۸ ہزار قید کر لئے گئے۔ جرمن ہوائی جہاز، توپوں اور موٹر گاڑیوں کی بھی ایک بڑی تعداد روسیوں کے ہاتھ لگی۔

کریمیا کی تازہ ترین اطلاعات

کریمیا کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے ۲۰ گھنٹوں میں روسی دستے ۔۔۔ کر پہنچتے۔ ۴۰ میل آگے بڑھ گئے ہیں۔ دوسرے روسی دستے جنوب مغرب کی طرف بڑھ رہے ہیں اور سمفروپول سے ۴۰ میل پر پہنچ گئے ہیں۔

روسی طیاروں نے کریمیا کے جنوبی ساحل کے ایک مقام فیوڈوشیا کی بحری تنصیبات پر بمباری کی اور اس کے ایک حملے میں انہوں نے ۹ جرمن جہاز غرق کر دیئے۔ اس بندرگاہ کو اور سیباسٹوپول کی طرف جانے والے راستوں پر جرمن اور رومانوی دستے اور پیدل اور موٹر سوار ہو کر پسپا ہو رہے ہیں اور روس کے اسٹورموویک طیارے ان پر بمباری کر رہے ہیں۔ (رائٹر)

کوہیما کی جنگ انتہائی نقطہ پر

امپھال کی طرف جاپانی حملوں کی پسپائی

بمبئی۔ ۱۳ اپریل۔ آسام اور برما کے محاذ سے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار مسٹر ڈی۔ آر۔ مانیکر لکھتے ہیں کہ کوہیما کے رقبہ میں جنگ اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچتی جا رہی ہے۔ جیسا کہ جنوب مشرقی ایشیائی کمان کے کل کے اعلامیہ میں بتایا گیا تھا۔ کوہیما کے گرد دشمن کا گھیرا کسی قدر تنگ ہو گیا ہے۔ اس علاقہ میں سڑک کو دشمن کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے جاری کارروائیاں ترقی کر رہی ہیں۔ اس سے نیچے امپھال کے منطقہ میں اتحادیوں نے دشمن کے ایک دستہ کو جو منی پور کی راجدھانی سے تقریباً ۱۵ میل دور کے ایک پل کی سمت بڑھتا ہوا نظر آتا تھا منتشر کر دیا ہے۔ اس دستے کے بچے کچے آدمی اب قریب کی پہاڑیوں تک جا پہنچے ہیں اور غالباً گنگ (۔۔۔) کر رہے ہیں۔ پل ایک سڑک پر واقع ہے جو امپھال کے جنوب مغرب میں بشن پور کے گاؤں سے گزرتی ہے۔ امپھال کے ۲۰ میل جنوب مغرب میں ہمارے دستوں نے ٹڈیم روڈ سڑک پر سے جاپانیوں کی ڈالی ہوئی ایک رکاوٹ کو دور کر دیا۔ اور یہاں دشمن کی پوری جمعیت کو نقل و حرکت میں کر دیا ہے۔ صرف ایک جاپانی سپاہی گرفتار کیا گیا ہے۔ اس ٹکر میں دشمن کو جانوں کا شدید نقصان پہنچایا گیا۔

روغنیات کے محصول درآمد میں اضافہ

حیدرآباد ۱۰ خورداد۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکار عالی نے روغنیات و اجناس روغندار کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے مدنظر یہ تصفیہ کیا ہے کہ درآمد پر ان کی حالیہ قیمت سے پانچ فیصد مناسب کی حد تک محصول میں اضافہ کر دیا۔ اس نئے شرح محصول کا نفاذ ۱۰ خورداد ۱۳۵۳ ف سے عمل میں آئے گا۔

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن اشاعت دفتر حکمت سابقہ توپ سے شائع ہوا۔